بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی — یوم جمعہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۴ رماہ تبلیغ ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر میں چکر آنے کی شکایت ہے۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائی جائے۔

سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دُعا کرتے رہیں۔

میاں محمد لطیف صاحب ابن میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای۔اے۔سی پائیلاٹ افیسر آج ولایت سے واپسی پر یہاں آئے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ساڑھے تین بجے کی گاڑی سے پشاور روانہ ہو گئے۔ جہاں انہیں متعین کیا گیا ہے۔

جلد ۳۰ | ۶ رماہ تبلیغ ۱۳۲۱ ہش | ۱۹ رماہ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ | ۶ رماہ فروری سنہ ۱۹۴۲ء | نمبر ۳۱

روزنامہ الفضل قادیان — ۱۹۔ ماہ محرم ۱۳۶۱ھ

"پیغام صلح" کی جماعت احمدیہ کے متعلق خاموشی کی حقیقت

"پیغام صلح" (۳۰۔جنوری) نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ "جماعت احمدیہ لاہور قادیانی پارٹی کے ساتھ جھگڑوں میں الجھنے سے گریز کرتی ہے"۔ ایک ہی بات پیش کی ہے اور وُہ یہ کہ:۔

"قریباً ایک مہینہ سے پیغام صلح قادیانی پریس کے مقابلہ میں بالکل خاموش ہے۔ لیکن معاصر "الفضل" کا کوئی شیوع ہی ایسا ہوگا جس میں جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق گوہر افشانی نہ کی جاتی ہو"۔

لیکن معلوم نہیں "بالکل خاموش" رہنے سے "پیغام صلح" کی مراد کیا ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ "قریباً ایک مہینہ" میں "پیغام صلح" کے جتنے پرچے بھی شائع ہوئے ان سب میں جماعت احمدیہ کے خلاف بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے ان پرچوں میں اعتراضات کئے گئے ہیں چیلنج دیئے گئے ہیں۔ اور مطالبات کئے گئے ہیں۔ مثلاً مولوی صاحب ۴۔جنوری کے "پیغام صلح" میں فرماتے ہیں۔

"ایک شخص کو مسیح موعود کہا جاتا ہے۔ اور اس کے الفاظ کا یہ حشر ہے۔ کہ اس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ جو شخص انہیں دل سے بھی سچا مانے۔ اور مُونہہ سے بھی انکار نہ کرے۔ وُہ بھی کافر ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

میاں صاحب جُرأت نہیں کرتے سامنے آنے کی۔ کیونکہ وُہ خوب جانتے ہیں۔ کہ ان کی بنیاد بہت کمزور ہے۔ میں نے بہت آسان طریق فیصلہ کے ان کے سامنے رکھے لیکن وُہ سامنے نہیں آتے"۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

"مسئلہ نبوت کو لیجئے۔ میاں صاحب کو میرا چیلنج ہے۔ کہ پبلک کے سامنے آکر اپنے عقیدہ کو کھول کر رکھیں۔ وُہ کہتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہیں لاتا۔ وُہ مسلمان نہیں۔ بہت اچھا۔ میں صرف ان سے اتنا پُوچھتا ہوں۔ کہ آج کلمہ سے اگر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا۔ تو بتایئے۔ کہ کلمہ منسُوخ ہوا۔ یا نہیں۔ اور لازماً آپ کو اور کلمہ بنانا پڑے گا"۔

مولوی محمد علی صاحب کی مندرجہ بالا چند سطور سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ "پیغام" نے ایک ماہ سے قادیانی پریس کے مقابلہ میں بالکل خاموش" رہنے کا جو اعلان کیا ہے۔ وہ کہاں تک حقیقت پر مبنی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اسی "پیغام صلح" میں گزشتہ ایک ماہ کے اندر اندر یہ شائع کرائیں۔ کہ "میاں صاحب جُرأت نہیں کرتے سامنے آنے کی"۔ "وُہ سامنے نہیں آتے"۔ تو یہ "پیغام صلح" کے نزدیک بالکل خاموش" رہنے کا ثبوت۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب اسی

"پیغام" میں یہ اعلان کرائیں۔ کہ "میاں صاحب کو میرا چیلنج ہے۔ کہ پبلک کے سامنے آکر اپنے عقیدہ کو کھول کر رکھیں"۔ تو یہ ان کی اور ان کے آرگن کی بالکل خاموشی۔ لیکن اگر "الفضل" نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ مسائل پر بحث کرے۔ یا "پیغام صلح" اور اس کے "حضرت امیر" کی گوہر افشانی کے جواب میں کچھ عرض کرے۔ تو یہ اس کا جرم۔ اور ایسا جرم کہ "پیغام" یہ دھمکی دینا ضروری سمجھے۔ کہ "اگر الفضل نے اپنی موجودہ روش اور پالیسی کو تبدیل نہ کیا۔ تو ہمیں بھی اپنی جماعت کی سطوت اور نفوذ کی حفاظت کے لیے وُہ قدم اٹھانا پڑے گا جس کی اجازت ہمیں دُنیا کا ہر قانون اور اخلاق دیتا ہے"۔

معلوم نہیں وہ قدم کونسا ہے۔ جو آج تک "پیغام" اور اس کے امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف نہیں اٹھایا۔ اور جسے آئندہ اٹھانے کی دھمکی دی جا رہی ہے۔ ہمیں اس قدم کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جب اٹھایا جائے گا اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی البتہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ پیغام کی لغت میں "خاموش" رہنے کے معنی کیا ہیں۔ اور کیا ذیل میں جو فقرات پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کا لکھنا اور شائع کرنا خاموشی میں داخل اور اس بات کا ثبوت ہے کہ "پیغام" نے اس رنگ کی خاموشی اس لئے اختیار کر رکھی ہے۔ کہ اسے تخریبی آویزش پسند نہیں۔

۸ رجنوری کے "پیغام" نے سید اختر حسین صاحب کی طرف سے "الفضل" اور علمائے جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے حسب ذیل چیلنج شائع کیا۔

"وہ لوگ جنہیں الفضل میں علماء کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی زینت یا نبیوں میں افضل یہ میرا چیلنج ہے۔ کہ وہ کسی حدیث سے خواہ وہ کیسی ہی ہو۔ اپنے ان مذکورہ معنوں کو ثابت کر دیں۔ میں اپنی ذمہ واری پر یہ چیلنج کرتا ہوں اور ۵۰۰ روپیہ انعام رکھتا ہوں اس شخص کے لئے جو آج سے پہلے اسلامی لٹریچر کی کسی کتاب میں سے یہ پیش کرے۔ کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی زینت یا نبیوں میں افضل"

مولوی محمد علی صاحب کے چیلنج کے بعد یہ دُوسرا چیلنج ہے۔ جو گزشتہ ایک ماہ کے اندر اندر "پیغام صلح" نے جماعت احمدیہ کے متعلق شائع کیا۔ مگر باوجود اس کے اس کا دعوے ہے۔ کہ وُہ "بالکل خاموش" ہے۔ ۱۷۔جنوری کے "پیغام" میں تیسری بار پھر "خاتم النبیین کے معنوں پر چیلنج پانصد روپیہ انعام" کے عنوان سے چیلنج دیا گیا۔

۱۲۔جنوری کے "پیغام صلح" نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے یہ الفاظ .... کے متعلق شائع کئے۔ کہ "وہ امام ہمام حضرت مسیح موعود کے ارشادات کو جناب میاں صاحب مکرم کے خیالات پر مقدم کرنے اور حضرت اقدس کے کلام کو خود مطالعہ کرنے کی عادت ڈالیں"۔ اور پھر حسب ذیل مطالبہ کیا گیا:۔

"اگر جناب میاں صاحب مکرم حضرت اقدس کا اس مضمون کا ایک حوالہ بھی دکھا دیں۔ کہ پہلے میں اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں سمجھا کرتا تھا۔ لیکن اب فلاں تاریخ

سے مجھ پر انکشاف ہوگیا ہے۔ کہ میں زمرہ اولیاء میں نہیں بلکہ زمرہ انبیاء میں داخل ہوں یا اگر یہ نہیں تو حضرت اقدس کی تحریروں میں وہ یہی دکھادیں۔ کہ حضرت اقدس نے اپنے آپ کو زمرہ انبیاء میں شامل کیا۔ تو بے شک جناب میاں صاحب مکرم کا خیال درست ہے“

اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا۔ ”بعض علماء (جماعت احمدیہ) نے تاویلیں کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن باوجود بار بار کے مطالبہ کے حضرت اقدس کا کوئی صریح حوالہ اس مضمون کا نہیں دکھلا سکے“۔

”پیغام“ کی یہ ”خاموشی“ یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اور آگے چلتی ہے۔ چنانچہ ۷ اجنوری کے پرچہ میں اس نے شائع کیا۔ ”جب غلطی نہ مرید کی ہے اور نہ مرشد کی تو غلطی ہے کس کی۔ اس کا حل جناب میاں صاحب کی پیشکردہ عبارت میں ہے یعنی غلطی خود خدا کی ہے جس نے مسئلہ نبوت پر پردہ ڈالے رکھا۔“

اس طرح جب ”پیغام صلح“ نے بالکل خاموشی اختیار کرلی۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ اور اپنے خطبہ جمعہ میں جو ۲۴ جنوری کے پیغام میں چھپا لکھا۔

”وہ قوم بھی ہے جسے آج اپنی کثرت پر ناز ہے۔ اور اپنے اموال پر فخر ہے جن کی ماہوار آمدنی تعداد کے لحاظ سے ہم سے پچاس گنا زیادہ ہونی چاہیئے۔ لیکن ان کی قوت عمل کا کیا حال ہے؟ اگر اتنی آمد پیدا کر کے بھی ۲۸ سال کے اندر پانچ پاروں کی تفسیر علی طور پر کوئی بڑا بھاری کام ہے۔ تو تیس پاروں کی تفسیر وہ بھی چار زبانوں میں کتنے گنا زیادہ کام ہوگا۔ کم از کم ۲۴ گنا زیادہ کام قرار دینا پڑے گا۔ یہ ان کا کام ہے جن کو ڈھائی ٹوٹیاں اور فتویٰ باغیان کہا جاتا ہے“۔

پیغام کا آخری پرچہ جس میں اتنی طویل خاموشی کا ذکر کیا گیا۔ اس میں بھی ”قادیانی دوستوں نے بیماری اور پریشانی دماغی سے فائدہ اٹھاکر بیعت کا خط لکھا لیا“ کے عنوان سے ایک افترا شائع کیا گیا ہے:۔

یہ گزشتہ ایک ماہ میں شائع ہونے والے ”پیغام“ کے تمام پرچوں میں سے صرف ایک ایک فقرہ مفصل مضامین سے اخذ کرکے بطور نمونہ پیش کیا ہے جنہیں سے ہر ایک فقرہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں ”پیغام صلح“ کے ”خاموش“ بلکہ ”بالکل خاموش“ رہنے کا ادنے کرشمہ ہوں۔ ان حالات میں اگر ہم یہ کہیں۔ کہ ”الفضل“ نے اس عرصہ میں بالفاظ ”پیغام“ جو ”گوہرافشانی“ کی ہے اسے بھی خاموشی کا نتیجہ ہی سمجھ لیا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ دراصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ”پیغام“ ”بالکل خاموش“ رہنے کا سیدھا سادہ مفہوم سمجھنے اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے بعد اسے ”الفضل“ سے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سورۂ فاتحہ میں عیسائیوں کے متعلق پیشگوئی

”جو شخص بنی نوع انسان پر قوت غضبی بڑھاتا ہے۔ وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اس لئے خدا نے سورۂ فاتحہ میں یہود کا نام مغضوب علیہم رکھا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ قیامت کو تو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزا چکھے گا۔ مگر جو ناحق دنیا میں غضب کرتا ہے وہ دنیا میں ہی الہٰی غضب کا مزہ چکھ لیتا ہے۔ نصاریٰ سے یہودیوں کی نسبت دنیا میں غضب ظہور میں نہ آیا۔ اس لئے سورۂ فاتحہ میں ان کا نام ضالین رکھا گیا۔ ضالین کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ گمراہ ہیں۔ اور دوسرے معنی اس کے ہیں کہ کھوئے جائیں گے۔ یہ میرے نزدیک ان کے لئے بشارت ہے۔ کہ کسی وقت جھوٹے مذہب سے نجات پاکر اسلام میں کھوئے جائیں گے اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقص یا قابل شرم رسوم کو چھوڑتے چھوڑتے بزنگ مسلمین موحدین ہوجائیں گے۔ غرض الضالین کے لفظ میں جو سورۂ فاتحہ کے آخر میں ضلالت کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز میں محو ہونا اور کھوئے جانا ہے۔ عیسائیوں کی آئندہ مذہبی حالت کے لئے یہ ایک پیشگوئی ہے“۔ (حاشیہ کشتی نوح صفحہ ۱۳۳)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی

یکم تا ۱۷ جنوری ۱۹۴۲ء ذیل کے اصحاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے:۔

۳۲۵۔ احمد علی صاحب ضلع گوجرانوالہ
۳۲۶۔ محمد علی صاحب ” ”
۳۲۷۔ رسول بی بی صاحبہ ” ”
۳۲۸۔ علی محمد صاحب ” گورداسپور
۳۲۹۔ حاکم علی صاحب ” ”
۳۳۰۔ احمد دین صاحب ” ”
۳۳۱۔ بدر الدین صاحب ضلع ہوشیارپور
۳۳۲۔ شعبان صاحب ڈار کشمیر
۳۳۳۔ سید احمد شاہ صاحب ضلع جالندھر
۳۳۴۔ عبد الغنی صاحب بمبئی
۳۳۵۔ محمد صادق صاحب ضلع شیخوپورہ
۳۳۶۔ اللہ رکھا صاحب ”
۳۳۷۔ غلام نبی صاحب کشمیر
۳۳۸۔ ہاجرہ صاحبہ ”
۳۳۹۔ عبد الرحیم صاحب ”
۳۴۰۔ عبد القدوس صاحب ”
۳۴۱۔ حنیفہ صاحبہ ”
۳۴۲۔ عبد العزیز صاحب حیدرآباد دکن
۳۴۳۔ سکندر خانصاحب اڑیسہ
۳۴۴۔ بیٹن بی بی صاحبہ ”
۳۴۵۔ بھکین بی بی صاحبہ اڑیسہ
۳۴۶۔ صفیون صاحبہ ”
۳۴۷۔ فتح بی بی صاحبہ سرگودھا
۳۴۸۔ منور بی بی صاحبہ ”
۳۴۹۔ فضل حسین صاحب ”
۳۵۰۔ ظفر حسین صاحب ”
۳۵۱۔ نذر فاطمہ صاحبہ ”
۳۵۲۔ اختر حسین صاحب ”
۳۵۳۔ اصغر علی صاحب ضلع لدھیانہ
۳۵۴۔ مراد بی بی صاحبہ ” گورداسپور
۳۵۵۔ نذیر احمد صاحب ” ”
۳۵۶۔ بیوہ عبد اللہ خان صاحب ”
۳۵۷۔ صفدر خان صاحب ”
۳۵۸۔ نعمت علی صاحب ضلع امرتسر
۳۵۹۔ زوجہ سعید احمد صاحب ”
۳۶۰۔ محمد حسین صاحب اڑیسہ
۳۶۱۔ ایس حبیب الرحمٰن صاحب پشاور
۳۶۲۔ غلام احمد صاحب ”
۳۶۳۔ سعید احمد صاحب ”
۳۶۴۔ محمد حفیظ اللہ صاحب میسور
۳۶۵۔ اشتیاق علی صاحب ملتان
۳۶۶۔ محمد رفیق صاحب ضلع جالندھر
۳۶۷۔ عزیزن بی بی صاحبہ ضلع جالندھر
۳۶۸۔ حشمت بی بی صاحبہ ” ”
۳۶۹۔ حلیمہ صاحبہ ” ”
۳۷۰۔ عبد الرحمٰن صاحب ” ”
۳۷۱۔ نذیر احمد صاحب ” گورداسپور
۳۷۲۔ رسول بی بی صاحبہ ” سرگودھا
۳۷۳۔ رشید احمد صاحب ” ”
۳۷۴۔ محمد اسلم خانصاحب ” منٹگمری
۳۷۵۔ خلیل خانصاحب اڑیسہ
۳۷۶۔ محمد نذیر صاحب ضلع لائلپور
۳۷۷۔ عصمت جہاں ” امرتسر
۳۷۸۔ K. Kunhammad Malabar
۳۷۹۔ حافظ عبد الحق صاحب پشاور
۳۸۰۔ خلیل الرحمٰن صاحب امرتسر
۳۸۱۔ نور محمد صاحب بہاولپور
۳۸۲۔ محمد تقی صاحب ”
۳۸۳۔ محمد دین صاحب ”
۳۸۴۔ نذیر احمد صاحب ”
۳۸۵۔ حیات بیگم صاحبہ ضلع گجرات
۳۸۶۔ خادم بیگم صاحبہ ” گورداسپور
۳۸۷۔ عبد القادر صاحب ” سیالکوٹ
۳۸۸۔ عبد اللہ صاحب [illegible]

احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کے متعلق اعلان

مردوں کی طرح عورتوں کی تنظیم بھی ضروری ہے۔ پس لجنہ اماء اللہ کے نمونے کی انجمنیں سب جماعتوں میں جہاں تک ممکن ہو قائم کی جائیں۔ اور ان کو کامیاب بنانے کے لئے تمام ممکن ذرائع سے کام لیا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو دارالامان سے علماء وغیرہ کے متعلق بھی مدد لی جائے۔ ان مجلسوں کے لئے انہی اصول اور قواعد پر چلنا لازمی ہوگا جن پر مرکزی لجنہ اماء اللہ قائم ہے:۔

ضروری ہے کہ تمام احمدی عورتوں کو کلمہ باترجمہ، نماز باترجمہ۔ اور قرآن شریف ناظرہ اور موٹے موٹے دینی مسائل پڑھائے جائیں۔ اور جن کے لئے ممکن ہو۔ ان کو زیادہ تعلیم دی جائے۔ اور تفسیر قرآن کریم۔ کتب سلسلہ۔ فقہ اور حدیث اور تاریخ اسلام و احمدیت وغیرہ مضامین پڑھائے جائیں۔ اور عورتوں کو بھی امتحان کتب سلسلہ احمدیہ میں شریک ہونے کی تحریک کی جائے:۔

عورتوں کے لئے ایک نہایت ضروری مضمون تربیت اطفال اور تیمارداری ہے۔ پس جن کے لئے ممکن ہو وہ اس میں مہارت پیدا کریں۔ ایسا ہی جو تعلیم یافتہ مستورات وقت دے سکیں انہیں اپنے گھروں میں پرائیویٹ زنانہ مدارس کے لئے لڑکیوں کو تعلیم دینی چاہیئے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

پردہ اور تعلیم نسواں

مسلم خواتین کانفرنس بمبئی کی صدارت کرتے ہوئے صدر صاحبہ نے جو تقریر کی۔ اس میں کہا۔ کہ "پردہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے راستہ میں بہت بڑی روکاوٹ ہے۔ اس پردے نے مسلمان لڑکیوں کو پردہ میں رکھتے ہوئے ان کے دماغ کو ماؤف سا بنا دیا ہے۔ اگر ٹرکی۔ ایران۔ مصر اور دوسرے مسلم ممالک کی خواتین پردہ سے نکل کر ملک اور قوم کی ترقی کا باعث بن رہی ہیں۔ تو ہندوستان کی مسلم خواتین کا کیا جرم ہے۔ کہ ان کو تاریکی میں قید رکھا جاتا ہے" (ریاست ۲۶ جنوری)

آج کل یہ کچھ فیشن سا ہو گیا ہے۔ کہ جو عورت اپنی آزاد خیالی اور بلند پروازی کا ثبوت دینا چاہے۔ وہ پردہ کے خلاف ضرور زہر اگلتی ہے۔ اور پردہ کو مسلم خواتین کی ترقی میں روکاوٹ قرار دے کر اپنی دماغی وسعت اور بلند پروازی کا سکہ بٹھانا چاہتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ پردہ کی مخالفت دماغی تسفل اور خیالات کی پستی کی دلیل ہے اگر ایسی "روشن خیال" عورتیں اسلام سے الگ ہو کر اس قسم کی باتیں کریں۔ تو اور بات ہے۔ لیکن مسلمان کہلاتے ہوئے۔ اور اسلام کے ساتھ وابستگی کا دعوے کرتے ہوئے ایک ایسے امر کی مخالفت کرنا جو نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت ہے۔ اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے والے کے اسوہ سے ثابت ہے۔ اور جس پر قرناً بعد قرن سے مسلم بزرگ اور علماء عمل کرتے آ رہے ہیں۔ فہم سے بالا بات ہے۔ ایک مسلمان کے لئے "یہ امر تو بحث کا موضوع ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام میں پردہ کے حدود کیا ہیں۔ لیکن یہ کہ مطلق پردہ کا حکم ہی نہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ پردہ اسلام کا ایک ضروری حکم ہے۔ باقی رہ گیا یہ کہ۔ "پردہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے راستہ میں بہت بڑی روکاوٹ ہے" یہ ایک ایسا خیال ہے۔ جو حقائق سے ناآگاہی اور واقعات سے بے خبری کی افسوس ناک مثال ہے اس میں تو کوئی کلام نہیں۔ کہ قرون اولیٰ کی مسلم خواتین پردہ کے متعلق اسلامی احکام کی سختی سے پابند تھیں اور وہ پردہ کی حدود کو پوری احتیاط کے ساتھ قائم رکھتی تھیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا علمی مقام آج کی علمی لحاظ سے ترقی یافتہ دنیا کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ گزشتہ صدیوں میں مسلم خواتین کے علمی کارناموں سے تاریخ کے صفحات مزین ہیں لیکن وہ سب باپردہ تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے علمی تبحر میں کسے کلام ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ بڑے بڑے فقہاء اور علماء ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کو باعث افتخار سمجھتے تھے۔ حضرت ربیعہ بنت معوذ بن عفراء ایسی عالمہ تھیں۔ کہ بڑے بڑے جید علما مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت امام زین العابدین رضہ اکثر ان سے اسلامی مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس علمی لحاظ سے ایسا بلند پایہ رکھتی تھیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی ان سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنے خوابوں کی تعبیر بعض اوقات ان سے دریافت فرماتے تھے۔ ایسی مثالیں تمام زمانوں میں موجود ہیں۔ کہ پردہ دار۔ اور اسلامی احکام کی پوری طرح پابند خواتین نے علمی لحاظ سے دنیا میں بلند مرتبہ پایا۔ اور آج تک ان کی علمی حیثیت مسلم ہے۔ اگر ان مثالوں کی موجودگی میں آج کوئی عورت یہ کہتی ہوئی نظر آئے۔ کہ پردہ مسلمان خواتین کی علمی ترقی میں بڑی روکاوٹ ہے تو اسے اس کی ناواقفی اور جہالت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ؛

پھر گزشتہ واقعات پر ہی مدار نہیں آج بھی اس دعوے کی عملی تردید موجود ہے اسلام کے احیاء اور اسے عملی طور پر دنیا میں قائم کرنے کا کام آج اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے سپرد فرمایا ہے۔ اور اس جماعت کا ہر فرد حتی الوسع اپنے تمدن میں اسلامی ہدایات کا پابند دکھائی دیتا ہے۔ اور اس وجہ سے احمدی مستورات پردہ کی پوری طرح پابند ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ علمی لحاظ سے بھی ایسا بلند مرتبہ رکھتی ہیں کہ جس کی مثال مسلمانوں کے کسی اور طبقہ میں نہیں مل سکتی۔ اور جماعت احمدیہ تعلیم نسواں کے لحاظ سے دیگر تمام اسلامی طبقات کو چیلنج کر سکتی ہے۔ احمدی مستورات میں عربی اور علوم شرقیہ کی انتہائی ڈگریاں رکھنے والی موجود ہیں۔ گریجوایٹ۔ اور ٹرینڈ گریجوایٹ موجود ہیں۔ سائنس اور میڈیکل کی اعلےٰ تعلیم رکھنے والی بھی موجود ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسی خواتین بھی موجود ہیں۔ جو دنیوی لحاظ سے اعلےٰ اور بلند ترین سوسائٹی سے تعلق رکھتی ہیں لیکن وہ سب کی سب پردہ کی پوری طرح پابند ہیں۔ اور نہ صرف پردہ کی بلکہ تمام اسلامی احکام کی۔ وہ نماز۔ روزہ باقاعدہ ادا کرنے والی بلکہ تہجد گزار ہیں ان حقائق اور واقعات کے ہوتے ہوئے پردہ کو تعلیم اور ترقی میں روکاوٹ بتانا محض مغربی تہذیب کی بے جا دلدادگی اور فریب کاری کی کرشمہ سازیاں ہیں ؛

کہا گیا ہے۔ کہ "ٹرکی۔ ایران۔ مصر۔ اور دوسرے مسلم ممالک کی خواتین پردہ سے نکل کر ملک اور قوم کی ترقی کا باعث بن رہی ہیں" یہ صحیح ہے۔ کہ یہ ممالک چند گزشتہ سالوں کی نسبت آج قدرے ترقی یافتہ نظر آتے ہیں۔ ان میں مغربی تہذیب و تمدن کا رنگ دکھائی دے رہا ہے۔ اور اسی کے زیر اثر ان ملکوں کی مسلم خواتین نے پردہ کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ پردہ کے خلاف بطور دلیل کام نہیں دے سکتا۔ غور طلب بات تو یہ ہے۔ کہ وہ کونسی ترقی ہے۔ جو ان ملکوں کی خواتین نے پردہ سے نکل کر اپنے ملکوں اور قوموں کو عطا کر دی۔ آخر وہ سرخاب کا پر جو ان کے بے پردہ ہونے سے ان قوموں اور ملکوں کو لگ گیا۔ وہ دنیا کو بھی تو نظر آنا چاہیئے۔ صدر صاحبہ موصوفہ مصر اور ترکی و ایران کی برائے نام ترقی میں ان ملکوں کی مستورات کی بے پردگی کا دخل سمجھتی ہیں لیکن غور تو فرمائیں۔ کہ کیا ان ملکوں کی ترقی کی منزل آج اس منزل سے بھی آگے ہے۔ جو قرون اولےٰ کی اسلامی حکومتوں کے زمانہ میں ان ملکوں کو حاصل تھی۔ ہر شخص تسلیم کرے گا۔ کہ آج کی ترقی اس زمانہ کی ترقی کے پاسنگ بھی نہیں۔ اور آج کے یہ ترقی یافتہ مسلمان اپنے اسلاف کی گرد کو بھی نہیں پہونچ سکتے۔ اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں جب ان اسلامی ممالک نے انتہائی ترقیات اور عروج حاصل کیا۔ تو اس زمانہ میں نہ صرف یہ کہ مرد پوری طرح اسلام کے احکام کے پابند تھے بلکہ مستورات بھی پردہ اور دیگر احکام پر سختی سے عمل کرتی تھیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں پردہ کو تعلیم اور ترقی میں روک سمجھنا کوتاہ فہمی اور تنگ نظری ہے پھر عورتوں کی بے پردگی کو ان کی ترقی کا ذریعہ سمجھنے والوں نے کبھی ان فواحش کے متعلق بھی غور کیا ہے۔ جو بے پردگی کے نتیجہ میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے معاشرتی اور اہلی زندگی میں فتور پایا جاتا ہے ؛

حقیقت یہ ہے۔ کہ آج بھی مسلمان اگر ترقی کر سکتے ہیں۔ تو اسلام کی تعلیم پر چل کر۔ غیر مسلم اقوام اگر اسلامی ہدایات کو نظر انداز کر کے وقتی طور پر اور دنیوی لحاظ سے ترقی حاصل کر لیں۔ تو علیحدہ بات ہے لیکن مسلمان اس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ یہ خدائی فیصلہ ہے۔ جو ٹل نہیں سکتا۔ اور خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کر کے ان کے لئے ترقی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور جماعت احمدیہ نے اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے اگر مسلمان اس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ تو ان کی مرضی۔ اور اب تو غیر مسلم اقوام بھی ہر پھر کر اور زمانے کی ٹھوکریں کھا کر اس طرف آ رہی ہیں۔ جو اسلام کا مطمع نظر ہے مگر افسوس کہ ابھی بعض مغرب زدہ مسلمانوں کو یہ حقیقت نظر نہیں آتی ؛

پردہ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ خواتین کے کسی جرم کی سزا نہیں۔ بلکہ ان کی عزت و احترام کی علامت ہے اور عورت و مرد کے دوائر عمل میں ایک حد فاصل کا کام دینے والی چیز ہے۔ اسلام نے عورت کو پردہ کا حکم دے کر گویا اس کے دائرہ عمل کو مخصوص کر دیا ہے اور اس کے لئے ایک ایسا میدان عمل تجویز کر دیا ہے جس میں اس کی عفت و پاکیزگی پر کوئی نگاہ نہیں ڈال سکتا۔ پس پردہ عورت پر کوئی ظلم نہیں بلکہ اس پر ایک بہت بڑا احسان ہے اور اسے ظلم قرار دینا مغربیت کے آگے سر جھکا دینے کے مترادف ہے ؛

چولہ حضرت باباناناک صاحب

(۶)

بھائی پریم سنگھ صاحب جو گوروانگد صاحب کی اولاد میں سے ہیں اس چولہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ؎

بیگم شر دھاسوں بڈمولا
پٹ اَنبرؔ بنوایو چولا
اپنے کرسوں کریو نقاش
سب قرآن لکھ دینوں خاص
پٹرانی دیرگھ بدھ واری
کینس چولہ ادھ بھوت تیاری
دسویں ماسں پوتر جنوایو
زرپ بہو بھینٹ سو چولہ لیاؤ
ستگور اَپڑ پَدارتھ جیتا
دیدیں زنجن کو تیتا
چولہ دستگیر سُوت دینو
لے آدر سوگرہ رکھ لینو

(شری گورپور پرکاش گرنتھ محل ۱ مندر ۵۲)

یعنی بیگم نے بہت عقیدت کے ساتھ ریشمی کپڑے کا ایک قیمتی چولہ بنوایا۔ اور اس پر اپنے ہاتھ سے قرآن شریف کی آیات نقش کیں۔ عقل مند رانی نے بہت خوبصورت چولہ تیار کیا۔ جب اس کو بچہ پیدا ہوا۔ تو راجہ نے وہ چولہ گورو صاحب کو مع بہت سی نقدی کے نذر کیا۔ گورو صاحب نے تمام نقدی غربا میں تقسیم کر دی۔ اور چولہ دستگیر کے بیٹے کو دے دیا۔

یہ چولہ بغداد سے ڈیرہ بابانانک کیسے پہونچا اس کے متعلق بھائی پریم سنگھ صاحب کا ارشاد ہے

مدر دیس آیو کم چولہ
دیہو ردے ہرے بھرم کھولا
سُنت داس تب دیس اُجاڑی
اکھل پرنگ سنو ایہہ باری
ایک سمے گورانس گئے تہہ
نام کابلی بابا مل جہہ
دستگیر کے پوتے جوئی
رتن تے لینس چولہ سوئی
ڈیرے بابانانک آئے
کین ستھاپن چولہ سائے
(محل ۱۱ مندر ۵۳)

یعنی یہ چولہ بابا کابلی مل نے بغداد پہونچ کر دستگیر کے پوتوں سے حاصل کیا۔ اور ڈیرہ بابانانک میں واپس آ کر ستھاپن کر دیا۔ یہ روایت

بھائی پریم سنگھ صاحب نے کہاں سے نقل کی اس کا انہوں نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے بھی خلیفہ بغداد کا نام گیانی گیان سنگھ صاحب کی تقلید میں "بکر" بتایا ہے۔ جیسا کہ کہا "بکر خلیفہ زرپ تہ تھان" (محل ۱ مندر ۵۲)

یعنی جب باباجی بغداد تشریف لے گئے تب وہاں بکر خلیفہ کی حکومت تھی۔

بھائی صاحب کے مندرجہ بالا ارشاد کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ بکر نے جو چولہ باباجی کی نذر کیا تھا۔ وہ آپ نے دستگیر کے بیٹے کو دے دیا۔ اور وہاں سے کابلی مل نے حاصل کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ "بکر" نام کا کوئی خلیفہ بغداد میں نہیں ہوا۔ اور دوسرے جب باباجی بغداد تشریف لے گئے اس سے سینکڑوں سال قبل دستگیر کا انتقال ہو چکا تھا اس وقت دستگیر کے بیٹے کا زندہ ہونا معلوم نہیں۔ بھائی پریم سنگھ صاحب کو کہاں سے معلوم ہوا۔ غرض یہ روایت بھی چولہ صاحب کو مشتبہ کرنے کی غرض سے بنائی گئی۔

سکھوں کے مشہور سکالر سردار بہادر سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ کی اجازت سے شائع شدہ کتاب "گوردھام دیدار" میں مرقوم ہے کہ "شہر ڈیرہ بابانانک میں گورونانک صاحب کے مقدس انگ کا چولہ صاحب ستھاپن ہے۔ یہ چولہ گورو صاحب کو عرب دیش کے بادشاہ نے بھینٹ کیا تھا۔ جو گورو صاحب نے "تمران" شہر جا کر اپنے پریمی سکھ بھائی طوطا رام صاحب کو دے دیا تھا۔ جس نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے اس چولہ کو ایک پہاڑ کی غار میں رکھ دیا۔ اور اس غار کا مونہہ ایک بڑے پتھر سے بند کر دیا۔ ان کے کچھ دن بعد ہی گورونانک صاحب نے بابا کابلی مل جی بیدی کو جو گورو صاحب کی اولاد میں سے تھا خواب میں مفصل پتہ دے کر کہا کہ چولہ صاحب یہاں لے آؤ۔ اور اس کی سیوا کرو۔ تب کابلی مل جی نے اپنے رشتہ داروں سے مشورہ کیا۔ اور آخر وہ بہت مشکل مسافت طے کر کے ٹھیک اسی مقام (تمران شہر) سے چولہ صاحب کو بہت عزت اور احترام کے ساتھ لے آئے۔ اب جس کے درشن کرنے سے گورونانک صاحب کے درشن ہوتے ہیں"۔ (گوردھام دیدار صفحہ ۱۹۹-۲۰۰)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ بھائی پریم سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ باباجی نے یہ چولہ بغداد کے پیر دستگیر کے لڑکے کے سپرد کر دیا۔ جس سے بیدی کابلی مل صاحب نے حاصل کیا۔ اس کے برعکس گیانی گیان سنگھ صاحب کا ارشاد ہے۔ کہ باباجی نے یہ چولہ بہاؤالدین کے سپرد کر دیا تھا۔ اور اس سے کابلی مل نے حاصل کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی گیانی صاحب کی یہ تحریر بھی موجود ہے کہ خلیفہ بغداد سے ملا چولہ باباجی اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اس کے علاوہ بھائی پریم سنگھ صاحب اور گیانی گیان سنگھ صاحب نے خلیفہ کا نام "بکر" بتایا ہے۔ حالانکہ اس نام کا خلیفہ بغداد میں کوئی نہیں ہوا۔ گوردھام دیدار کے مصنف صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ چولہ باباجی کو عرب کے بادشاہ سے ملا تھا۔ اور آپ نے اسے اپنے ایک سکھ بھائی طوطا رام کے سپرد کر دیا۔ جس نے اس چولہ کو پہاڑ کی غار میں چھپا دیا۔ لیکن کابلی مل صاحب کی خواب کے ذریعہ راہنمائی کی گئی۔ اور وہ اس کو وہاں سے نکال لائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب ساکھی چولہ صاحب کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ "کتاب ساکھی چولہ صاحب سے یہ ثابت ہے کہ جب باوا نانک صاحب کا انتقال ہوا۔ تو یہ چولہ انگد صاحب کو جو پہلے جانشین باوا صاحب کے تھے ملا جس کو انہوں نے گدی پر بیٹھنے کے وقت سر پر باندھا۔ اور ہمیشہ بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔ چنانچہ پانچویں گورو ارجن داس صاحب کے وقت تک ہر ایک گورو اپنی گدی نشینی کے وقت اس کو مبارک سمجھ کر سر پر رکھتا رہا"۔ (ست بچن صفحہ ۵۲)

حضور علیہ السلام نے ساکھی چولہ صاحب کے حوالہ سے یہ بات بھی بیان فرمائی ہے۔ کہ گورو ارجن صاحب سے اس چولہ کو بھائی طوطا رام نے حاصل کیا۔ اور ان کے بعد یہ بیدی صاحبان کے قبضہ میں آیا۔ جنہوں نے اسکو بہت عزت اور احترام کے ساتھ حضرت بابانانک صاحب کی یادگار کے طور پر قائم رکھا۔ "ساکھی چولہ صاحب" کی مندرجہ بالا روایت کی تائید جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صاحب سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں مرقوم ہے۔ کہ حضرت بابانانک صاحب نے اپنی زندگی کے آخر میں اپنا چولہ اتار کر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ جو شکتیوان ہے۔ وہ اس چولہ کو اٹھائے۔ جسپر گوروانگد صاحب نے اسکو اٹھا لیا۔ یعنی جب تک حضرت بابانانک صاحب اس دنیا میں زندہ رہے چولہ آپکے پاس رہا۔ اور آپکے بعد یہ گوروانگد صاحب کے قبضہ میں آیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہی ایک روایت تھی۔ باقی تمام کی تمام روایات حضور علیہ السلام کے چولہ پیش کرنے کے بعد کی ہیں۔ جو محض چولہ صاحب کے نشان کو مٹانے کی غرض سے بنائی گئی ہیں۔

بھائی پریم سنگھ صاحب نے گیانی گیان سنگھ صاحب کی تقلید میں چولہ صاحب کی بناوٹ ریشمی کپڑے سے ظاہر کی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے ؎

بیگم شردھاسوں بڈمولا۔ پٹ اَنبرؔ بنوایو چولہ

لیکن جن لوگوں کو چولہ صاحب کے درشن کرنے کا موقعہ ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ بات بھی صحیح نہیں۔ اول تو جب خلیفہ بکر کا ہی کوئی وجود نہیں تو اس کی بیگم کہاں سے آگئی۔ جس نے کوئی چولہ بنوایا۔

گوردھام دیدار کے مصنف صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ چولہ صاحب سوتی کپڑے کا بنا ہوا ہے۔ آجکل چولہ صاحب کو جس عزت اور احترام کے ساتھ رکھا ہوا ہے اسکی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"اس چولہ صاحب کے ساتھ ایک رومال وہ ہے۔ جو بے بے نانکی جی نے اپنے پیارے بھائی جگت گورونانک دیوجی کی برات کے جانے کے وقت دیا تھا۔ اس پر بے بے جی کے اپنے مقدس ہاتھوں کی کشیدہ کاری ہے بھگت کبیر فرید صاحب وغیرہ بھگتوں کی تصویریں ہیں۔ لیکن خوبی یہ ہے کہ کشیدہ میں یہ تصویریں دونوں طرف سے ایک جیسی ہیں۔ چار رومال اور ایک چھوٹی سی چوری بھائی بالاجی کی ہے۔ جو بھائی طوطا رام صاحب نے ساتھ رکھی ہوئی ہے چولہ کی لمبائی ۴۸ انچ اور چوڑائی ۴۲ انچ اور بازوؤں کی لمبائی ۸ انچ ہے۔ کپڑا لٹھہ کا ہے۔ اوپر کچھ عبارت عربی اور ہندسے اردو کے ہیں۔ چاروں کونوں پر گول دائروں میں عربی عبارت کالی سیاہی سے لکھی ہوئی ہے" (گوردھام دیدار صفحہ ۲۰۰) اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ گوردھام دیدار کے مصنف نے چولہ صاحب کا دیدار کیا تھا کیونکہ جس تفصیل کے ساتھ انہوں نے چولہ صاحب کا ذکر کیا ہے۔ وہ کسی اور مصنف نے بیان نہیں کی۔ آپ نے صریح الفاظ میں چولہ کا کپڑا سوتی بیان کیا ہے۔ جو بھائی پریم سنگھ صاحب کے قول کی تردید کر رہا ہے۔ کتاب گوردھام دیدار کے مصنف کا بیان ہے۔ کہ یہ کتاب میں نے (سکھ بھائیوں کے مشہور عالم) سردار بہادر سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ کی اجازت سے تقریباً آٹھ سو گوردواروں کی یاترا کرنے کے بعد لکھی ہے جس کا تمام خرچ نابھہ نے ادا کیا۔ اور شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی امداد بھی حاصل تھی۔ (دیباچہ صفحہ ۱۴-۱۵) ۴۴

ہم ان تمام حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے سکھ دوست اس فکر میں ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح وہ یہ خیال پیدا کر دیں۔ کہ یہ چولہ بابانانک جی نے پہنا ہی نہیں تھا۔ لیکن سکھ کتب سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے اس چولہ کو پہنا

اسلام میں جنگ اور صلح کے احکام

اسلام کا آغاز مکہ معظمہ سے ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب توحید کی منادی شروع فرمائی۔ تو قریش مکہ نے چاہا کہ اس آواز کو طاقت اور ترغیب کے ساتھ بند کر دیں۔ ابتداء میں انہوں نے اسلام کی اشاعت کو معمولی سمجھا۔ اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو حکومت اور وجاہت کی طمع دے کر اسلام کے اعلان سے باز رکھنا چاہا۔ مگر حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر تم لوگ سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں۔ اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دو۔ تو بھی میں اسلام کی تبلیغ سے باز نہیں رہ سکتا۔ اس پر قریش نے تشدد اور سختی میں انتہائی جوش کا اظہار کیا۔ اور مسلمانوں کے لئے سرزمین مکہ تنگ کر دی ان میں سے کئی مومن مرد اور کئی مومن عورتیں شہید کی گئیں۔ تب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے حبشہ کی طرف۔ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ آخر کار حضورؐ خود بھی اپنے وطن مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ مدینے پہونچنے پر بھی کفار نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور مسلمانوں کو وہاں بھی چین سے نہ رہنے دیا۔ بلکہ جنگ کا اعلان کرتے ہوئے مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ تب تیرہ سال مسلسل ظلم برداشت کرنے والے مومنوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اجازت ملی۔ کہ وہ بھی جوابی جنگ کر سکتے ہیں۔ سورہ حج میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اُذن للذین یقٰتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔ کہ ان مومنوں کو اجازت دی جاتی ہے جن سے لوگ خواہ مخواہ جنگ کرتے ہیں کہ وہ دفاع کر سکیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ آیت صاف بتاتی ہے۔ کہ مسلمانوں کو انتہائی طور پر مظلوم ہو جانے کے بعد جنگ کرنے کی اجازت ملی۔ اور اس وقت بھی مسلمان اپنی کمزور حالت کے باعث اس قابل نہ تھے کہ دشمنوں کا مقابلہ کر سکتے۔ اس لئے جہاں خدا تعالےٰ نے ان مظلوموں کو جنگ کی اجازت دی۔ وہاں یہ بھی فرمایا۔ ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔ کہ میں ان کی مدد و نصرت کروں گا۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے جنگ میں ابتدا نہیں کی۔ ابتداء ان کے دشمنوں کی طرف سے ہوئی۔

دوئم مسلمانوں کو لمبے صبر کے بعد صرف دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی۔ سوئم مظلوم مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی گئی۔ یعنے اس جنگ کا مقصد ازالۂ ظلم تھا نہ کہ ظلم کرنا پس اسلامی جنگیں محض دفاعی طور پر شروع ہوئیں اور ان کا مقصد عدل و انصاف کا قیام اور ظلم کا مٹانا ہے۔

قرآن مجید نے ایک اور آیت میں بیان فرمایا ہے۔ کہ مسلمانوں کو جنگ اس وقت ترک کرنی چاہئیے۔ جب ملک میں مذہبی آزادی قائم ہو جائے۔ اور ہر شخص اپنی مرضی سے جس مذہب کو چاہے اختیار کر سکے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وقاتلوھم حتّٰی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ کہ تم جنگ میں ابتدار کرنے والے لوگوں سے اس وقت تک لڑتے رہو۔ جب تک فتنہ نہ مٹ جائے۔ فتنہ کے معنے بخاری شریف میں یہ کئے گئے ہیں۔ کہ لوگوں کو مذہب کے اختیار کرنے میں آزادی نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فتنہ کی یہ تفسیر کی ہے کہ ابتدائے اسلام میں لوگ اسلام لانے پر مصائب کا نشانہ بنائے جاتے تھے۔ اور انہیں جبراً دین اسلام سے مرتد کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اسی حالت کا تذکرہ اس آیت میں کیا ہے۔

اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ اسلامی جنگ کی انتہا یہ ہے کہ ملک میں مذہبی آزادی قائم ہو جائے۔ گرجے۔ مندر۔ یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مساجد محفوظ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ۔ کہ اگر وہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں۔ تو تم بھی صلح کر لو۔ اور خدا پر توکل کرو۔ گویا اس وقت اسلامی جنگ ختم ہو جائے گی۔ جب ظالم اپنے ظلم سے باز آنے کا اقرار کر لیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اسلام نے جبر۔ تعدی اور ظلم کے خلاف دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے۔ اور اس جنگ کا مقصد مذہبی آزادی کا قیام قرار دیا ہے۔ کیا عمدہ یہ مقصد ہے۔ جس کے لئے اسلام نے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی۔ اور کیا ہی مبارک وہ انجام ہے۔ جو ان جنگوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے + خاکسار عطاء الرحمن متعلم جماعت پنجم مدرسہ احمدیہ

تنسیخ نکاح کے متعلق مسلمان کہلانیوالوں کے شرمناک حالات

"الفضل" ۲۸ صلح میں "انقلاب" کے حوالہ سے دیوبند کے علماء کی تنسیخ نکاح کے قانون کے متعلق "تلملاہٹ" کا ذکر مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں "الفضل" پہلے بھی بہت کچھ لکھ چکا ہے۔ اس قانون کی ترتیب و تشکیل کی ضرورت پر بھی اور پھر اس قانون کے نفاذ کے بعد بھی۔ مگر مخبر صادق صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ مطیعہ عبداللہ المسیح الموعود وبارک وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے مبارک کلمات آخر کیونکر پورے ہوتے اگر ان مولویوں کا کردار ہمارے سامنے بطور شہادت بیّنہ موجود نہ ہوتا۔ علمائے دیوبند کے نزدیک احکام حکومت و عدالت "شرعاً حد جواز میں نہیں آ سکتے" اس لئے کہ شرع اسلام میں حاکم کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ یہ دلیل عملی زندگی میں اپنے اندر ان علماء کی عقل و دانست کا پردہ چاک کر دینے کے لئے کافی مواد جمع رکھتی ہے۔

جب کبھی "الفضل" نے ایسے قانون کی ضرورت اور نفاذ کے بعد اس قانون کے فوائد کا ذکر کیا۔ مجھے تحریک ہوئی۔ کہ میں ایک ایسے واقعہ کا ذکر کر دوں جو تنسیخ نکاح کے سلسلہ میں ہمارے ہاں ہوا۔ اب پھر بڑے زور سے میری طبیعت میں تحریک پیدا ہوئی ہے کہ میں اپنا فرض ادا کر دوں۔ ممکن ہے کسی کو فائدہ پہونچے۔

۱۹۳۰ء یا شائد ۱۹۲۹ء کا ذکر ہے۔ کہ بعدالت سب جج بہادر ڈسکہ دو تین مقدمات پیہم دائر تھے۔ جن میں مسلمان عورتوں نے اپنے خاوندوں کے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر رکھا تھا۔ ہر ایک مقدمہ میں مدعیہ کا باپ بھائی اور چچا لڑکی کی امداد کرتے تھے۔ بلکہ حقیقت یہی ہے۔ کہ مدعیہ لڑکی سے اس کے متعلقین سب کچھ کراتے تھے۔ لڑکی کو عیسائی یا آریہ بنایا جاتا۔ اور مدعیہ کا وکیل مدعیہ کا اس طرح بیان کراتا۔ "بی بی تم مسلمان ہو؟" مدعیہ "نہیں" وکیل "تمہارا کیا مذہب ہے؟" مدعیہ "میں "آشدہ" ہو چکی ہوں اور آریہ ہوں"

وکیل "تمہارا نام ؟" مدعیہ "پرکاش کور" پھر پنڈت جی یا پادری صاحب کی شہادت ہوتی۔ اور مدعا علیہ یعنے خاوند کا وکیل لڑکی پر جرح کرتا۔ اور اس دوران میں چند ایک ایسے سوالات کرتا۔ جن کے جوابات ایک مسلمان کی بیٹی کے منہ سے سن کر ہر غیور مسلمان شرم کے مارے مر مٹتا۔ غرض ایک مسلمان کہلانے والے مرد (خواہ وہ لڑکی کا باپ ہو۔ بھائی۔ بہنوئی یا چچا) کے رُوبرو۔ اسی کی مرضی اور منشاء کے مطابق لڑکی (نعوذ باللہ من ذالک) خدا، رسول اور قرآن کریم کو نہایت شرمناک الفاظ میں جھٹلاتی۔ اور ان کا انکار کرتی۔ اس کے بعد تنسیخ نکاح کی ڈگری مل جاتی۔ اور لڑکی والے دوسرے ہی روز کسی مولوی مُلّا کو بلا کر لڑکی کو دوبارہ مسلمان بنا لیتے۔ اور یہ ساری کارروائی ایک معمولی کھیل سمجھی جاتی۔

اسی عرصہ میں خود میری برادری میں سے ایک شخص کے ہاں ایک شخص نے اپنی لڑکی بھیج دی کہ وہ طلاق حاصل کر کے اس سے نکاح کر لے بندہ ان دنوں موڈل ٹاؤن لاہور میں مقیم تھا مجھے اطلاع ہوئی۔ کہ چونکہ لڑکی کے خاوند نے طلاق دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے لڑکی سے ایک احراری لیڈر کی مدد اور مشورہ سے ایک مسلمان پلیڈر کے ذریعہ تنسیخ نکاح کا دعوےٰ دائر کرایا جائے گا۔ میں فوراً ڈسکہ پہونچا۔ معلوم ہوا۔ کہ لڑکی کو مرتد کرا کے عدالت میں دعویٰ دائر بھی کرایا جا چکا ہے۔ میں نے احراری لیڈر کو بھی سمجھایا۔ اور پلیڈر کو بھی غیرت دلائی۔ مگر بے سود۔ میں نے مذکورہ مقدمہ کے حوالہ سے جملہ متعلقین کو شرم دلائی مگر لا حاصل۔ بالآخر بندہ نے مجبور ہو کر کہہ دیا۔ کہ اگر اس عورت نے یہ بیان دیا۔ کہ نعوذ باللہ۔ حضور سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کو جھوٹا سمجھتی ہے۔ تو میں اس عورت کو اس کے پہلے خاوند کے پاس بھجوا دوں گا۔ اس کا اثر ہوا اور آخر میں سے طلاق دلا دی۔ اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہماری برادری اور محلہ کے بیسیوں مرد اور عورتیں موجود ہیں۔ ان حالات کی موجودگی میں بھی اگر علماء کی رگِ حمیت نہ پھڑکے تو کیا کہا جا سکتا ہے الغرض ایسے کئی ایک مقدمات قانون انفساخ

کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطالعہ

روحانی معارف اور نکات کے نزول کا موجب ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت میں اس امر کا ذکر فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خاص طاقت اور ملکہ تحریر میں دیا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ "تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے۔ کہ گویا میں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں۔ گو بظاہر میرے ہاتھ ہی ہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۸)

اس امر کے متعلق بیان کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ "جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہیں کہ جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے اُن کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی کتابیں جو شخص پڑھے گا۔ اس پر فرشتے نازل ہونگے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے۔ کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں۔" (تقریر ملائکۃ اللہ صفحہ ۱۰۸)

جن دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کی عادت ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ حضور کی کتب کے مطالعہ کے وقت کس طرح انسان کے دل میں روحانی لہریں اٹھتیں۔ اور روحانی امور میں معارف اور نکات ڈالے جاتے ہیں۔ یہ امر بیان کرنے کی نسبت زیادہ تجربہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کونسا احمدی ہے۔ جو اپنے دل میں یہ خواہش اور تڑپ نہیں رکھتا۔ کہ اُس کو اس نعمت اور انعام سے حصہ وافر عطا ہو۔

نظارت ہذا نے انہیں برکات کے حصول کے مدنظر کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتحان کا انتظام کیا ہے۔ اب احباب جماعت کا فرض ہے۔ کہ اس امتحان میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں۔ تا وہ اُن معارف اور حقائق سے حصہ پا دیں جس کی اس وقت دنیا کو حقیقی ضرورت ہے۔ سو نظارت ہر فرد جماعت اور عہدیداران کو تحریک کرتی ہے۔ کہ جہاں وہ اپنی شرکت کے ذریعہ اس امتحان کو کامیاب بنا دیں۔ وہاں اس کے اغراض و مقاصد سے بھی پورا فائدہ اٹھاویں متعلقہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ اس تحریک کو اپنی جماعت میں پیش کرکے امتحان میں شریک ہونے والے دوستوں کے ناموں اور پتوں سے نظارت ہذا کو جلد سے جلد اطلاع دیں اس سے قبل نظارت کیطرف سے احباب جماعت کو تین دفعہ اخبار الفضل کے ذریعہ توجہ دلائی جاچکی ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ احباب جماعت اور عہدیداران جماعت نے اس اہم تحریک کی طرف ابھی تک کماحقہٗ توجہ نہیں فرمائی۔ اب اس اعلان کے ذریعہ پھر میں جماعتوں کو پُر زور تحریک کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ان کی اس معاملہ میں خاموشی ان کی شایان شان نہیں اور امید رکھتا ہوں کہ

"الفضل" کی افسوسناک غلطی

از آنریبل چودہری سر چھوٹو رام صاحب وزیر مال پنجاب۔

جماعت احمدیہ ایک نہایت منظم اور منضبط جماعت ہے۔ اور اس کے تمام کام بالعموم نہایت احتیاط کے ساتھ ہوتے ہیں۔ لیکن بکری ٹیکس کے متعلق "الفضل" کے ۳۰ جنوری کے پرچہ میں جو غلطی میرے نوٹس میں آئی وہ بدرجہ کمال افسوسناک ہے۔ اس تاریخ سے پہلے میرے دو بیان اخبارات میں شائع ہو چکے تھے۔ اس لئے یہ غلطی اور بھی قابلِ افسوس ہو جاتی ہے۔

(۱) "الفضل" کا یہ خیال غلط ہے۔ کہ دکانداروں کے حساب کتاب کی دیکھ بھال محکمہ بکری کے ملازموں کی طرف سے ہوا کریگی۔ ترمیم شدہ قواعد کی رو سے ایسی دیکھ بھال یا جانچ پڑتال کی ہرگز ضرورت نہیں۔

(۲) مستثنیات کی نسبت بھی "الفضل" کو بڑا مغالطہ ہے۔ جو مستثنیات مجھے زبانی یاد ہیں ان کی فہرست ذیل میں درج ہے۔

ا۔ تمام وہ اجناس جو زمیندار یا کاشتکار اپنی زمین سے حاصل کرتا ہے۔

ب۔ گیہوں۔ چنا۔ باجرہ۔ مکّہ اور ان چاروں غلّوں کا آٹا۔ کپاس اور روئی خواہ ان کا بیچنے والا کوئی ہو۔

ج۔ ہر قسم کا مال و جنس جس کی صوبہ سے باہر جاکر بکری ہو۔ خواہ بیچنے والا زمیندار ہو۔ یا بیوپاری۔

د۔ کسی کارخانہ کی بنی ہوئی چیز جو پہلی مرتبہ کارخانہ کی طرف سے بیچی جائے۔

ہ۔ ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا بشرطیکہ بیچنے والا خالص اس قسم کا کپڑا فروخت کرنے کا کام کرتا ہو۔

و۔ پھل۔ سبزی۔ گوشت مچھلی۔ دودھ۔ نمک۔ کاغذ۔ کتاب۔

ہ۔ کارخانہ جات میں صنعت کی غرض سے جو مال خریدا جائے۔

س۔ کارخانہ جات کے لئے کوئلہ ڈیزل تیل۔ کلوں کو چکنانے والا ہر قسم کا تیل۔

ع۔ خاص خاص قسم کی دوکانداری یا پیشے اس ٹیکس سے بالکل بری ہیں۔ مثلاً حلوائی۔ دودھ فروش۔ ہوٹل۔ کتب فروش۔ نان بائی۔ چک بنانے والے وغیرہ۔

(۳) باقی شکایت یہ ہے۔ کہ معافی کی حد پانچہزار سالانہ کی بکری سے زیادہ ہونی چاہیئے۔

اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ ٹیکس ان لوگوں کی امداد کے لئے لگایا جارہا ہے۔ جن کی باجرے یا مکہ یا چنے کی ایک سوکھی روٹی بھی ٹیکس سے معاف نہیں ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ جو لوگ کھیت میں ڈالا ہوا بیج تک واپس نہ آئے تو بھی ٹیکس دینے پر مجبور ہیں۔

چھوٹو رام

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مُبارک خواہش

کیا آپ اس کے پورا کرنے میں کوشاں ہیں؟

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اخبارات سلسلہ کی اشاعت کی طرف توجہ کرنیکا ارشاد کرتے ہوئے "الفضل" کے متعلق اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ کہ اس کے کم از کم پانچ چھ ہزار خریدار ہونے چاہئیں۔

ہم "الفضل" کے خریدار اصحاب سے جنکے حلقۂ احباب میں یا جن کے علم میں ایک بھی احمدی ایسا ہے جو "الفضل" کے خریدنے کی استطاعت رکھتا ہی مگر اُسے نہیں خریدتا مؤدبانہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا انہوں نے حضور کی اس خواہش کو پورا کرنے کیلئے ایسے احمدی دوست کو "الفضل" کا خریدار بننے کی تحریک فرمائی؟

اگر کسی وجہ سے آپ کو ابھی تک اس کا موقعہ نہیں ملا تو آپ کا فرض ہے کہ سب سے پہلی فرصت میں یہ ضروری تحریک فرماکر اپنے پیارے امام کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔

حضور نے توسیع اشاعت کو ایک اہم فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"یاد رکھنا چاہیئے کہ جس درخت کو پانی نہ ملتا رہے وہ خشک ہوجاتا ہے اور اس زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے اخبار بھی پانی کا رنگ رکھتے ہیں۔ اس لئے انکا مطالعہ ضروری ہے۔"

نیازمند مینیجر "الفضل" قادیان

شہری جماعتوں کیلئے ضروری اعلان

جیسا کہ بارہا اعلان کیا جاچکا ہے۔ ضروریات سلسلہ احمدیہ اس امر کی متقاضی ہیں۔ کہ ہر ایک جماعت کا چندہ ماہ بماہ داخل خزانہ ہوتا رہے اور اس وقت جماعت جن حالات میں سے گذر رہی ہے۔ اس کی وجہ سے تو ہماری ذمہ واریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ اور معمولی سا تغافل بھی ہمارے اغراض و مقاصد میں روک کا موجب ہو جاتا ہے۔ چندہ کی باقاعدگی کے متعلق متعدد بار اعلان ہو چکا ہے۔ کہ ہر ماہ کا چندہ بیس تاریخ تک مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے۔ لیکن افسوس۔ کہ بعض جماعتوں کا چندہ ماہ جنوری کے آخیر تک بھی موصول نہیں ہؤا۔ ذیل میں ایسی شہری جماعتوں کی فہرست دی جاتی ہے۔

دھرم سالہ۔ ٹیٹھانکوٹ دولت پور۔ دھاریوال۔ اجنالہ۔ لاہور چھاؤنی۔ احمدیہ ہوسٹل لاہور۔ باغبانپورہ لاہور فیض باغ لاہور۔ جھنگ۔ شورکوٹ۔ صدر شاہ پور۔ لالہ موسے۔ ڈنگہ۔ کھاریاں۔ پنڈدادنخان۔ چک لودھل پنڈی گھیپ۔ میانوالی۔ ٹوپی۔ داتو کیمپ ٹانک۔ رزمک۔ اوچ۔ کبیر والہ (ملتان)۔ صدر گوگیرہ۔ عارف والہ۔ چیچا وطنی۔ رینالہ خورد فریدکوٹ۔ معظم۔ کوٹ کپورہ۔ نبگہ۔ سرہند۔ دھوری۔ ہٹریر۔ بدب گرٹھ۔ محمود پور۔ کلانور۔ پانی پت۔ جموں۔ پونچھ۔ بارہ مولا۔ احمد آباد (سندھ)۔ پنجورو (سندھ) منور آباد (سندھ)۔ نصرت آباد (سندھ) نسیم آباد۔ نواب شاہ۔ میرپور خاص۔ متھرا۔ علی گڑھ۔ جے پور۔ جودھپور۔ اٹاوہ۔ انجولی۔ منصوری۔ مراد آباد۔ بریلی۔ رانچی۔ خان پور ملکی۔ بھدرک۔ خوردہ۔ پوری۔ احمد آباد (بمبئی)۔ حیدر آباد دکن۔ یادگیر۔ محبوب نگر۔ رائے چور۔ ادھگور۔ کالی کٹ کنانور۔ ساتان کولم۔ پورٹ بلیر۔

ناظر بیت المال

"الفضل" کے معاونین

۱۔ جناب سید ارتضیٰ علی صاحب ان اصحاب میں سے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے واحد روزانہ آرگن "الفضل" کی امداد و اعانت کے لئے کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ آپ نے حال میں ایک غیر احمدی معزز دوست کے نام اپنی گرہ سے "الفضل" جاری کرایا ہے۔ نیز آپ نے تحریر فرمایا:۔

"دعا فرماویں۔ مولےٰ کریم مجھ عاصی کو توفیق عطا فرماوے۔ کہ میں مزید غیر احمدی افراد کے نام "الفضل" جاری کرا سکوں"۔

دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں دینی و دنیوی حسنات و برکات سے متمتع فرماوے آمین۔

۲۔ گیانی محمد دین صاحب نے جو اسوقت بیرون ہند میں جنگی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ سوا روپیہ کی رقم ارسال فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ کسی مستحق کے نام چھ ماہ کیلئے خطبہ نمبر جاری کر دیا جائے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

نیازمند مینجر الفضل

لنڈن۔ ۳ فروری۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں جاپانی طیاروں نے سنگاپور پر شدید بم باری کی۔ انہوں نے چھوٹ چھوٹ کر حملے کئے۔ بعض جگہوں میں آگ لگ گئی۔ مگر جانی نقصان معمولی ہوا۔ دشمن نے سنگاپور میں فوجیں اتارنے کی کوشش بھی کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

واشنگٹن۔ ۳ فروری۔ محکمہ جنگ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ جاپانیوں نے فلپائن کے جزیرہ غائیان کے مغربی ساحل پر فوجیں اتارنے کی کوشش کی۔ مگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

رنگون۔ ۳ فروری۔ آج سنگاپور سے برطانی توپوں نے ملایا میں جاپانی فوجوں پر شدید گولہ باری کی۔ نیز ہمارے ہوائی جہازوں نے ملایا میں کلانگ کی بندرگاہ پر بم باری کی۔ اور مسلح گاڑیوں کو نقصان پہنچایا۔

بٹاویا۔ ۳ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جاپانی ہوائی جہازوں نے ڈچ ایسٹ انڈیز کے بڑے بحری اڈے سورابایا پر پہلی بار بم باری کی، ۲۶ طیاروں نے اسمیں حصہ لیا۔ ملانگ۔ سیبواڈں اور جنگن کے ہوائی اڈوں پر بھی بم گرائے گئے۔ جزیرہ امبائنا میں پانچ مقامات پر جاپانیوں نے قبضہ کرلیا ہے۔ یہ جزیرہ باقی جزائر شرق الہند سے کٹ گیا ہے۔

سڈنی۔ ۳ فروری۔ آسٹریلیا کے وزیر جنگ نے اہل سنگاپور کے نام ایک پیغام براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا۔ کہ ڈٹے رہو۔ تمہارے لئے امداد آرہی ہے۔

سڈنی۔ ۳ فروری۔ پوسٹ ماسٹر جنرل آسٹریلیا نے اعلان کیا ہے کہ عارضی طور پر ہوائی ڈاک کا سلسلہ بند ہوگیا ہے۔ نیز ملبورن۔ برونی۔ برٹش بورنیو۔ ملایا اور ہندوستان کے ساتھ تار کا سلسلہ بھی بند ہوگیا ہے۔

رنگون۔ ۳ فروری۔ جاپانیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ برما میں ان کی فوجوں نے دریائے سالوین پار کرلیا ہے۔ ابھی اس خبر کی تصدیق نہیں ہوسکی۔ اس محاذ پر دشمن کی فوج سے برطانی فوج کا معمولی سا تصادم ہوا۔ جاپانی ہوائی جہازوں نے آج دو بار وسطی برما کے بعض ہوائی اڈوں پر حملے کئے۔ مولمین کے ہوائی اڈہ پر قبضہ سے جاپانی اب رنگون سے سو میل کی ہوائی مسافت پر ہیں۔ تاہم رنگون میں حالات نارمل ہیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

بٹاویا۔ ۲ فروری۔ جنرل ویول کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ آبنائے مکاسر میں جاپانی جہازوں پر اتحادی حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ کل دشمن کے تین فوج بردار جہاز غرق کردئے گئے۔ اس وقت تک بحرالکاہل میں جاپان کے دو جنگی جہاز تین کروزر گیارہ تباہ کن۔ ایک طیارہ بردار اور ۲۳ رسد بردار جہاز۔ نیز سات آب دوزیں غرق کی جاچکی ہیں۔ جنکو نقصان پہنچا ہے۔ وہ ان کے علاوہ ہیں۔ ٹوکیو نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ گلبرٹ گروپ اور مارشل کے جزائر میں جاپانی اڈوں اور ڈیفنس کے انتظامات کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

لنڈن۔ ۳ فروری۔ آج دارالعوام میں مسٹر ایڈن نے اعلان کیا کہ شنبہ کے روز عدیس آبابا میں برطانیہ اور حبشہ کے مابین ایک معاہدہ پر دستخط ہوگئے ہیں۔ اسکے رو سے عدیس آبابا میں برطانی سفیر رہیگا۔ جو روانہ بھی ہوچکا ہے۔ حکومت برطانیہ حبشہ کو پہلے سال ۱۵ لاکھ پونڈ دے گی۔ دوسرے اور تیسرے سال بھی اس قسم کی رقوم دی جائیں گی۔ جنگی صورت حالات کے پیش نظر برطانی فوج بھی وہاں رکھی جائیگی۔ اطالوی قیدی وہاں سے منتقل کردئے جائیں گے۔ شاہ حبشہ نے اپنی عدالت میں ایک برطانی مجسٹریٹ کا تقرر بھی منظور کیا ہے۔ نیز وعدہ کیا ہے کہ حبشہ سے غلامی کا رواج موقوف کردیا جائے گا۔ مسٹر ایڈن نے شاہ حبشہ کی سیاست دانی اور معاملہ فہمی کی تعریف کی ہے۔

قاہرہ۔ ۳ فروری۔ برطانی ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ مسوس کے شمال مشرقی علاقہ میں جہاں ممکن ہوسکا ہمارے دستوں نے دشمن کا مقابلہ جاری رکھا۔ جبل القدر کے علاقہ میں دشمن کا دباؤ مسلسل ہے۔ اور اس وجہ سے اس علاقہ میں جو ہندوستانی فوج تھی۔ وہ پسپا ہورہی ہے۔ دن بھر ہمارے ہوائی جہاز اور متحرک دستے اس پسپائی میں مدد دیتے رہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ جنرل رومیل کو مزید کمک پہنچ گئی ہے۔

قاہرہ۔ ۳ فروری۔ مصری کیبنٹ کے استعفیٰ کی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے۔ کہ گذشتہ ماہ مصری گورنمنٹ نے وشی گورنمنٹ سے تعلقات منقطع کرلئے تھے۔ ان دنوں شاہ فاروق قاہرہ میں نہ تھے۔ اس لئے ان سے مشورہ نہ کیا گیا۔ چنانچہ واپسی پر انہوں نے اسے شاہی اختیارات کی توہین سمجھا۔ اور وزیر خارجہ سے استعفےٰ طلب کیا۔ اس پر وزارت کو مستعفی ہونا پڑا۔

لنڈن۔ ۳ فروری۔ آج ہاؤس آف لارڈز میں ہندوستان کے مسئلہ پر بحث ہوئی۔ لارڈ فیرنگڈن نے کہا۔ کہ یہ بات افسوسناک ہے کہ ہندوستانی لیڈروں سے مشورہ کئے بغیر اس ملک کی طرف سے اعلان جنگ کردیا گیا۔ آپ نے کہا۔ کانگرس ٹھیک کہتی ہے کہ جب ہندوستان خود غلام ہے وہ دوسروں کی آزادی کے لئے کیوں لڑے۔ حکومت کو فوراً اعلان کردینا چاہیئے۔ کہ وہ ہندوستان کو کسی آئندہ زمانہ میں نہیں۔ بلکہ ابھی آزاد کردے گی۔

لنڈن۔ ۳ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ روس میں وسطی محاذ پر جرمنوں نے وسیع پیمانہ پر جوابی حملے شروع کئے ہیں۔ مگر روسیوں نے ان سب کو پسپا کردینے کا اعلان کیا ہے۔ جوابی حملوں میں شدت کی وجہ وہ تیرہ ڈویژن فوج کی کمک ہے جو ہٹلر نے ابھی بھیجی ہے۔

لاہور۔ ۳ فروری۔ آج بیوپار منڈل کے صدر نے سرسکندر حیات خان سے ملاقات کی اور تجارتی ہڑتال کے سوال پر تبادلہ افکار کیا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت چھوٹے دوکانداروں کو کچھ رعائتیں دینے پر شاید رضامند ہوجائے۔ لیکن ابھی وثوق سے نہیں کہا جاسکتا۔ کہ فیصلہ کیا ہو۔

سڈنی۔ ۳ فروری۔ آسٹریلین وزیر جنگ نے اعلان کیا ہے کہ تمام آسٹریلین شہریوں کو گوریلا طرز جنگ کی ٹریننگ دیجارہی ہے۔ نیوساؤتھ ویلز (جنوبی آسٹریلیا) کی کانوں کے متعلق ماہرین نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر ان کے جاپانیوں کے ہاتھ میں جانے کا خطرہ پیدا ہوا۔ تو انہیں تباہ کردیا جائیگا۔

ماسکو۔ ۳ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ روسی فوجیں فیوڈوسیا کو خالی کرگئی ہیں۔ اور کہ اب خارکوف کے لئے خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ وہ ریلوے لائن جو دریائے ڈونیز کے طاس سے ماسکو جاتی ہے۔ پھر ٹریفک کے لئے کھولدی گئی ہے۔

لاہور۔ ۳ فروری۔ ۲۴ جنوری کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے یہاں سے گندم اور آٹے کی برآمد کی ممانعت کے جو احکام جاری کئے تھے۔ وہ آج واپس لے لئے گئے ہیں۔

لاہور۔ ۳ فروری۔ اسمبلی کے اجلاس میں یونینسٹ پارٹی کی طرف سے ایک ریزولیوشن پیش کیا جائے گا۔ کہ پنجاب میں تجارتی ڈیڈلاک کے ذمہ وار لوگوں کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔ اور تاجروں کے نمائندوں سے آئندہ کسی قسم کی گفت وشنید نہ کی جائے۔ ۱۲ فروری کو اسپر بحث ہوگی۔

ٹوکیو۔ ۳ فروری۔ جاپان ریڈیو نے تسلیم کیا ہے کہ ۱۱ دسمبر سے ۲۹ جنوری تک بحرالکاہل میں جاپان کے ۷۷ جہاز غرق ہوچکے ہیں۔ جن میں سے ۲۸ ٹرانسپورٹ کے تھے۔

دہلی۔ ۳ فروری۔ حکومت ہند کے کمشنر گندم نے صوبائی حکومتوں سے کہا ہے۔ کہ وہ گندم کی بین الصوبائی نقل وحرکت پر سے پابندیاں اٹھادیں۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی